نعت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ

شاہد احمد

ناشر

ایجنسی ہمدرد دواخانہ ۳۱۲، رام گنج بازار، جے پور

فون:2607012

(۱)

کیوں نہ ہو مقبول ہر مصرع مرے دیوان کا
جس کا ہر ہر حرف شاہد ہے خدا کی شان کا

جب ترے کوچے میں آ کر رکھ دیا ہم نے قدم
کیا خطر ہے آ کر ہے جان کا کیا خوف ہے ایمان کا

درد آتے ہی کلیجے میں سراپا لطف تھا
اے زہے احساں ہ رہزن ہے محافظ جان کا

ایک ہی جلوے میں آیا حضرتِ موسیٰؑ کو غش
آ گ کے پردے میں تھا ان پر کرم رحمان کا

خواب ہیں میں ہو زیارت سیّدِ کونین کی
کچھ تو نکلے حوصلہ یارب مرے ارمان کا

کیا ٹھکانہ تیرے منصب کا جب اے حق کے حبیبؐ
ہے فرشتوں سے بڑا رتبہ ترے دربار کا

اُمّتِ احمدؐ میں ہونے کا شرف بخشا حلیم
شکر لازم ہے تجھے صبح و مسا سبحان کا

(۲)

ہر دم لگا ہوا ہے جاناں خیال تیرا
آنکھوں میں پھر رہا ہے حُسن و جمال تیرا

دم بھر جُدا نہیں ہے مُجھ سے خیال تیرا
حاصل ہے اس طرح سے ہردم وصال تیرا

تیری تجلیوں کی انساں کو تاب کیا ہو
حورو وملک ہیں حیراں یہ ہے جلال تیرا

مرنے کے بعد عاشق ! تجھ کو ہوئی زیارت
آغاز سے ہوا ہے جاہ و جلال تیرا

اے ہادئی شریعت اے رہبرِ طریقت
اللہ جانتاہے جاہ و جلال تیرا

کوئی حسین تجھ سا ہرگز ہوا نہ ہو گا
اے ذاتِ حق کے دلبر وہ ہے جمال تیرا

اللہ نے بُلایا عرشِ بریں پہ تجھ کو
عالم پہ ہورہا ہے ظاہر کمال تیرا

ہاتھوں سے تیرے رحمت تقسیم ہو رہی ہے
ہے عام سب جہاں پر جو دو نوال تیرا

کہ اے حلیم حق سے یثرب کی حاضری کو
خالق نہ رَد کرے گا ہر گزسوال تیرا

(۳)

وہ اگر آ جائیں باہر اپنے گھر سے دیکھنا
سر کو پھوڑیں گے بہت دیوار در سے دیکھنا

یہ بُری حالت ہوئی ہے انتظارِ یار میں
خون جاری ہے ہماری چشم تر سے دیکھنا

گر رہا یوں ہی تصور کا تسلسل رات دن
وصل ہو جائے گا اس رشکِ قمر سے دیکھنا

دین و دنیا سے غرض رکھتے نہیں طالب کبھی
ہم کو کافی ہے کسی کا اک نظر سے دیکھنا

نام کٹ جائے گا تیرا دفترِ عشاق سے
گر ہوا تو بے خبر اس باخبر سے دیکھنا

دم کے دم میں جاملے احمد خدائے پاک سے
کام ہو سکتاہے کیا یہ ہر بشر سے دیکھنا

دیکھئے کب تک مدینہ کی زیارت ہو نصیب
ہے عجب حالت ہماری سال بھر سے دیکھنا

نعت احمد اور میں خدا کی شان ہے
ہو گیا کیا کام یہ مجھ بے ہنر سے دیکھنا

چند روزہ ہیں یہ بت دنیا کے بے شک اے حلیم
دل لگانا تو نہ ہر فردِ بشر سے دیکھنا

(۴)

مزہ عشق کا دل جلایا تو دیکھا
جدائی کا صدمہ اُٹھایا تو دیکھا
مری جان و دل میں وہ آیا تو دیکھا
رگ و پے میں میری سمایا تو دیکھا
خودی میں خدا کو نہیں دیکھ سکتے
خودی کو جو دل سے مٹایا تو دیکھا
وہ مدت سے تھا خانہ دل کی رونق
حجاب دوئی جب اُٹھایا تو دیکھا
اے دیکھتا کون تھی کس کی طاقت
محمدؐ نے رستہ بتایا تو دیکھا
وہ جانِ جہاں زیب ایوان دل تھا
ذرا سر ادب سے جھُکا یا تو دیکھا
حلیم اپنے دل میں خُدائی کا جلوہ
محمدؐ سے جب دل لگایا تو دیکھا

(۵)

ممکن تھا وصل تیرا اے جانِ من نہ ہوتا
درپے اگر ہمارے چرخِ کہن نہ ہوتا
گر تم سمانہ جاتے ہر گل میں ہر شجر میں
شاداب تا قیامت ہر گز چمن نہ ہوتا
پروانہ کو نہ ہوتی جلنے کی شمع پر لَو
ہر بزم میں اگر تو جلوہ فگن نہ ہوتا
پہلو سے میرے جاناں گر تو جدا نہ ہوتا
داغوں سے میرا سینہ رشکِ چمن نہ ہوتا
گر جستجو نہ ہوتی ملنے کی تیری مجھ کو
میں دشت اور جبل میں یوں نعرہ زن نہ ہوتا
میں ہو چکا تھا شیدا روزِ ازل سے تیرا
فطرت میں میری کیوں کر دیوانہ پن نہ ہوتا
بندہ نواز اگر تم مرقد پہ میرے آتے
دل بے قرار ایسا زیرِ کفن نہ ہوتا
توقیر جب سمجھتا میں بعدِ مرگ اپنی
تشہیر نعش ہوتی گورو کفن نہ ہوتا
مٹی نہ اس جہاں سے تاریکیِ ضلالت
گر وہ حبیبؐ داور پر تو فگن نہ ہوتا
ہر گز نہ تھی ہماری بخشش کی کوئی صورت
حامی اگر ہمارا شاہِ زمنؐ نہ ہوتا
الفت نے گھر کیا ہے دل میں حلیم ورنہ
یوں مبتلائے غربت اے بے وطن نہ ہوتا

(٦)

قیامت میں مدد پر جب کہ وہ شاہِ زمنؑ ہوگا
تو کیوں کہ مہرباں مجھ پر نہ رب ذوالمنن ہوگا

زیارت ہو ہی جائے گی اگر تقدیر سیدھی ہے
ہمارے دَر پے آزار کیا چرخِ کہن ہوگا

زمیں سے آسماں تک الاماں کا شور اُٹھے گا
کوئی عاشق فراقِ یار میں جب نعرہ زن ہوگا

چمن کا اور ہی کچھ رنگ ہو جائے گا فرحت سے
وہ رونق بخش جب اس بزم میں رشکِ چمن ہوگا

سوا نیزے پہ سورج آئے گا جس روزمحشر میں
مرا مولا مرا آقا وہاں پر تو فگن ہوگا

قیامت میں ہمیں کیو دغدغہ ہو رُو سیاہی کا
ہمارا حامی و ناصر وہاں شاہِ زمنؑ ہوگا

اشارہ ہوگیا جس وقت اس چشمِ سخن گو کا
وہیں آباد ہم سے دیکھنا یثرب کا بن ہوگا

پھنسے ہو حرص دنیا میں حلیم بے نوا ناحق
تمہیں کافی سفر کے واسطے دو گز کفن ہوگا

(۷)

تجھ کو ہر چیز میں نہاں دیکھا
جلوہ ہر جا ترا عیاں دیکھا

جب پتا ان کا پالیا ہم نے
اپنا مطلق نہ کچھ نشاں دیکھا

ہم نے آکر سرائے ہستی میں
کوئی تیرے سوا کہاں دیکھا

کبھی مکہ کی سیر میں مشغول
کبھی سیاح لا مکاں دیکھا

نازو انداز دلفریبی میں
تجھ کو غارب گر جہاں دیکھا

کُنتُ کَنزاً تھا جلوہ مستور
مَا رَمَیتَ سے وہ عیاں دیکھا

بھول جاتا یہ سب نصیحت و پند
تو نے واعظ اُسے کہاں دیکھا

جس کو دیکھا وہ تیرا شیدا ہے
تجھ کو مطلوبِ دوجہاں دیکھا

تیرے عاشق کو تیری فرقت میں
مُرغِ بسمل سا نیم جاں دیکھا

میری آنکھوں میں ہے حلیم وہ شوخ
کیا بتاؤں اُسے کہاں دیکھا

(۸)

مجھ کو کیا خوف و خطر ہے نار کا
اُمّتی ہوں احمدِ مختار کا

جستجو میں محو کر دے آپ کو
تب پتا پائے گا بے شک یار کا

جنس ناقص ہے مگر تیرے سوا
کون پرساں ہے دلِ ناچار کا

عمر پوری ہو گئی اُمید میں
کیا ٹھکانہ آپ کے اقرار کا

جب دکھانا ہے تمھیں صورت مجھے
کام کیا اس حجت و تکرار کا

آئینے پردہ سے باہر آیئے
منتظر ہوں دیر سے دیدار کا

پوچھتے ہو مجھ سے کیا منکر نکیر
میں ہوں بردہ احمدِ مختار کا

مطلب اپنا ہے رضا مندیٔ دوست
کیسا جھگڑا کافرو دیندار کا

گو نہیں کچھ ہاتھ میں نقدِ عمل
ہے سہارا رحمتِ غفّار کا

اپنی بخشش چاہتا ہے گر حلیم
مدح خواں رہ سیّدِ ابرارؐ کا

(۹)

ہر جگہ جلوہ عیاں ہے آپ کا
مجھ کو ہے شے پر گماں ہے آپ کا

دیر میں وہم و گماں ہے آپ کا
اور نہ کعبہ میں نشاں ہے آپ کا

ڈھونڈنے والے کو ملتے ہیں کہاں
کہیئے تو کس جا مکاں ہے آپ کا

جان و دل دینے سے کب انکار ہے
یاں تو سب کچھ میری جاں ہے آپ کا

لا مکاں تو بس فقط کہنے کو ہے
قلب مومن ہاں مکاں ہے آپ کا

آپ کے وہ ناز وہ انداز ہیں
شیفتہ سارا جہاں ہے آپ کا

قابلِ دیدار آنکھیں چاہئیں
ہر جگہ ہر جا مکاں ہے آپ کا

یار کو پہلو میں رکھتے ہو حلیم
پھر عبث شو و فغاں ہے آپ کا

(۱۰)

زاہد کو فکر رہتا ہے روزِ حساب کا
کھٹکا ہے اس کے دل میں عذاب و ثواب کا

دھڑکا عبث ہے زاہد و روزِ حساب کا
واں کون منتظر ہے تمہارے جواب کا

دکھلایا منھ نہ شرم سے اُس نے مجھے کبھی
تھا عین وصل میں بھی یہ عالم حجاب کا

محشر بپا کرے گا ابھی دم میں دیکھنا
اچھا نہیں ہے چہرہ سے اُٹھنا نقاب کا

صورت دکھا کے ہوگیا غائب وہ ماہرو
حیرت میں ہوں کہ تھا کوئی عالم یہ خواب کا

پردہ دوئی کا دل سے مرے صاف دور ہو
دے ہاتھ میں جو وہ مجھے پیالہ شراب کا

اس لاجواب نے کسے بھیجا جواب خط
ناحق ہے منتظر دلِ شیدا جواب کا

یاں دل لگانا محض حماقت کا کام ہے
دنیا ہے جس کا نام وہ عالم ہے خواب کا

ہوگا وہی لکھا ہے جو تقدیر میں حلیم
بے فائدہ ہے فکر حساب و کتاب کا

(۱۱)

خدا خود ہوا جب کہ شیدا تُمہارا
نہ ہو کیوں کر عالم میں شہرہ تمہارا

تمہیں بخشواؤ گے روزِ قیامت
ہمیں تو فقط ہے سہارا تمہارا

بُلالو بُلالو مدینہ میں مولیٰ
کہ پھرتا ہے در در یہ شیدا تمہارا

یہ مانا کہ میں ہوں گنہگار لیکن
ہے بخشش کو کافی سہارا تمہارا

مجھے بھول جانا نہ وقتِ شفاعت
ازل سے ہوں میں نام لیوا تمہارا

ابھی اُڑ کے پہنچوں مدینے میں شاہا
مجھے گر ہو کچھ بھی اشارا تمہارا

حلیم آپ کا آپ کو بھول جائے
درم نا خریدہ ہے بندہ تمہارا

(۱۲)

نہ جفاؤں کی شکایت نہ وفا سے مطلب
اس کے طالب کو ہے تسلیم و رضا سے مطلب

لوگ اچھا کہیں یا بد نہیں پروا اس کی
ہم تو رکھتے ہیں فقط اپنے خدا سے مطلب

کوچۂ فقر میں بس سر کو جھکا رہنے دے
کبھی نکلے گا کسی مردِ خدا سے مطلب

خدا سے خلد کی خواہش نہ غرض حوروں سے
چشمِ حیراں کو ہے دیدارِ خدا سے مطلب

اُڑ کے جاتا ہے مرا طائرِ دل مقصد تک
یاں نہ ہُد ہُد کی ضرورت نہ صبا سے مطلب

سر جھکا نے سے غرض ہے تری درگاہ میں بس
کچھ نمازوں کی قضا سے نہ ادا سے مطلب

رُخِ امیدو تمنّا رہے تیری جانب
فقط اتنا ہے ہمیں دستِ دعا سے مطلب

قبلہ و کعبہ اُمید تجھے جانتے ہیں
نہ غرض شاہ سے ہے اور نہ گدا سے مطلب

اس سے ہوتا ہے تری شانِ کریمی کا ظہور
کیوں نہ ہو تجھ کو مرے جرم و خطا سے مطلب

(۱۳)

مری چشمِ باطن ہے سوئے حبیبؐ
عیاں میرے دل میں ہے روئے حبیبؐ

شب و روز ہے جستجوئے حبیبؐ
دکھادے خدا اب تو روئے حبیبؐ

الٰہی مجھے جلد وہ دن دکھا
ان آنکھوں سے دیکھوں میں کوئے حبیبؐ

یونہی مست و بے خود ہوں ہر وقت میں
کہ ہر شئے سے آتی ہے بوئے حبیبؐ

جسے دیکھئے ہے وہ اس پر فدا
زمانے کو ہے آرزوئے حبیبؐ

تو اپنی ہی بک بک میں واعظ رہا
سُنی ہے کبھی گفتگوئے حبیبؐ

ترے ہوش اڑ جائیں ناصح ابھی
اگر دیکھ پائے تو روئے حبیبؐ

خدا جس کی باتوں پہ عاشق ہوا
ہے تسخیر یا گفتگوئے حبیبؐ

اُٹھائے ہیں صدمے بہت ہجر میں
حلیم اب چلو جلد سوئے حبیبؐ

(۱۴)

حق کے محبوب مُصطفیٰ ہیں آپ
نیّرِ برج اجتبا ہیں آپؐ
باعثِ خلق دوسرا ہیں آپؐ
مظہرِ سّر اَیْنما ہیں آپؐ
اوّلیں جلوہ خدا ہیں آپؐ
سارے عالم کے مبتداء ہیں آپؐ
سارے عالم کے دِل رُبا ہیں آپ
ساری دُنیا کے مُدّعا ہیں آپ
درد دل کے لیے دوا ہیں آپؐ
مرض عشقِ کی شفا ہیں آپؐ
کاشفِ راز کُنتُ کنزاً ہیں
سرِّ اظہار ماسوا ہیں آپؐ
ایک عالم ہے آپؐ کا بندہ
سب کے مالک ہیں پیشوا ہیں آپؐ
ڈوب سکتی ہے بحرِ عصیاں میں
میری کشتی کے ناخدا ہیں آپؐ
کوئی کچھ بھی کہے غرض کیا ہے
میں جدا ہوں نہ کچھ جدا ہیں آپؐ
آپ کو دیکھتا نہیں کوئی
لطف یہ ہے کہ جا بجا ہیں آپؐ
شکل رکھتے ہو زاہدوں کی حلیمؔ
کون جانے کے بے ریا ہیں آپؐ

(۱۵)

گو مصلحت بھی ہو نہ کہو زینہار جھوٹ
کرتا نہیں پسند کبھی کرد گار جھُوٹ
کرتا ہے آدمی کو بہت شرمسار جھوٹ
ہے باعثِ فضیحت اہلِ وقار جھوُٹ
معیوب جانتے تھے گذشتہ زمانے میں
افسوس اس زمانے میں ہے افتخار جھوُٹ
حق کو نہیں پسند، نبی کو نہیں پسند
پھر کیسے بول سکتا ہے ایماندار جھوٹ
جھوٹوں پہ بھیجتا ہے خدا لعنت و وبال
رُسوا کرے گا جھوٹوں کو روز شمار جھوٹ
جھوٹوں سے جھوٹ چھوٹتا دیکھا نہیں کبھی
وہ جھوٹ پر نثار ہیں ان پر نثار جھوٹ
کاغذ کی ناؤ کی طرح لے ڈوبے گا کبھی
کیا ہہے جو چند روز ہوا سازگار جھوٹ
عاشق سے صبر و ضبط کا ہونا محال ہے
یہ کذب ہے صریح یہ ہے خوشگوار جھوٹ
یاں ہو چکا ہے خونِ جگر آرزو کے ساتھ
اب تک سمجھ رہے ہیں مرے غمگسار جھوٹ
نیکی بدی خدا ہی کے قبضے میں ہے حلیم
جورِ فلک غلط ، ستمِ روز گار جھوٹ

(۱۶)

خالق نے محمدؐ کو بلایا شبِ معراج
محبوب کو گھر اپنا دکھایا شبِ معراج

تھا جوشِ محبت کہ حجابِ صمدی سے
بے پردہ خدا خود نکل آیا شبِ معراج

یہ قُرب ہوا طالب و مطلوب میں باہم
قوسین کا جلوہ نظر آیا شبِ معراج

باقی نہ رہا وصل میں قصہ من و تو کا
جام مئے توحید پلایا شبِ معراج

خلوت میں ہر اک عقدۂ سر بستہ ہوا حل
جو راز کہ مخفی تھا بتایا شبِ معراج

مہمانِ مکرم کی مدارات میں حق نے
اُمّت کے مکانوں کو دکھایا شبِ معراج

جب ختم رُسل عرشِ بریں پر ہوئے وارد
اک نورِ مجسّم نظر آیا شب ِ معراج

اُمّت کے گناہوں کو کیا عفو خدا نے
یہ مژدۂ جاں بخش سُنایا شبِ معراج

خالق نے حلیم عرشِ پہ حضرت کو بلا کر
اوج آپؐ کا عالم کو دکھایا شبِ معراج

(۱۷)

کیسے باز آتے شہِ کرب و بلا سے گستاخ
حد تو یہ ہے کہ نہیں ڈرتے خدا سے گستاخ

کی ہے جس جس سے دغا اے شہ والا تم سے
ٹھیک ہوجائیں گے دوزخ کی سزا سے گستاخ

شمر سے حُر نے کہا سخت سزا پائے گا
اے شقی ہو نہ شہ ارض و سما سے گستاخ

کیا گناہوں پہ کمر باندھ رکھی ہے دن رات
کچھ نہیں ڈرتے ہیں یہ روزِ جزا سے گستاخ

یہ کسی سے نہ ہوا جو کیا تو نے شاہا
ہوگئے راہنما تیری دُعا سے گستاخ

ملک الموت کے پنجے میں پہنچ کر دیکھیں
کس طرح لڑتے ہیں شمشیر قضا سے گستاخ

یاد رکھنا کہ ادب باعثِ عظمت ہے حلیم
دیکھ ہونا نہ کسی مردِ خدا سے گستاخ

(۱۸)

اپنے بندوں کا ہے جس طرح کا غفار کو درد
وہی اُمّت کا ہے احمدِ مختار کو درد

اس نے کس شفقت و رحمت سے مجھے پالا ہے
مجھ پہ کیوں حشر میں آئے گا نہ غفّار کو درد

رات دن محوِ دُعا رہتے ہیں اُمت کے لیے
اللہ اللہ یہ تھا سیدِ ابرار کو درد

گو بُرا ہوں مگر آخر ہوں غلامِ ناچیز
آہی جائے گا کبھی تو مری سرکار کو درد

قُم باذنی کا تماشا نظر آجائے ابھی
اگر آجائے تری شوخیٔ رفتار کو درد

کیا قیامت ہے انہیں رحم نہیں آتا ہے
کھائے جاتا ہے یہاں عاشقِ ناچار کو درد

اپنا سب حال سنا چل کے تو آقا کو حلیم
کیوں نہ آئے گا ترا رحمتِ سرکار کو درد

(۱۹)

عجب سرکار ہے سرکارِ احمدؐ
عجب دربار ہے دربارِ احمدؐ

نئی لذت ملے جب اس کو سنیئے
یہ ہے شیرینی گفتارِ احمدؐ

سوا دوزخ کے اور اس کا ٹھکانا
نہیں ہے جس کو ہے انکارِ احمدؐ

لحد میں بعد مردن عاشقوں کو
دکھائے گا خدا دیدارِ احمدؐ

ہزاروں یوسف اس کی چاہ میں ہیں
عجب ہے گرمیٔ بازارِ احمدؐ

نہ جائیں پھر کے جنت کے فرشتے
جو آکر دیکھ لیں گلزارِ احمدؐ

خدا یا رات دن یہ التجا ہے
میسّر ہو مجھے دیدارِ احمدؐ

محمدؐ سے خدا کے بھید پوچھو
خدا سے پوچھیے اسرارِ احمدؐ

عیاں احمدؐ میں انوارِ خدائی
خدائی میں عیاں انوارِ احمدؐ

ہوا خود جلوہ گر کون و مکاں میں
کہ تھا مقصود حق اظہارِ احمدؐ

حلیم آنکھوں سے گر اٹھ جائے پردہ
عیاں ہر شے سے ہوں انوارِ احمدؐ

(۲۰)

اے صلِّ علیٰ حسن ضیاء بارِ محمدؐ
مطلوب محمدؐ ہے طلب گارِ محمد

دکھلائے خدا جلوۂ رخسارِ محمدؐ
ہو جائے مجھے خواب میں دیدارِ محمدؐ

بے وجہ نہیں رونقِ بازارِ محمدؐ
خود خالقِ عالم ہے خریدارِ محمدؐ

قرآن میں دیکھے صفتِ خواجہ عالم
اللہ سے پوچھے کوئی اسرارِ محمدؐ

اوصاف سے لبریز ہے انجیل سراسر
توریت ہے مجموعہ آثارِ محمدؐ

اخلاق محمدؐ سے مہذب ہوا عالم
تہذیب کا انکار ہے انکارِ محمدؐ

وہ لوگ ملائک سے نہ تھے رتبہ میں کمتر
ہر وقت تھے جو حاضرِ دربارِ محمدؐ

کچھ قدر حسینوں کی نہیں اس کی نظر میں
جو شخص ہے دلداۂ رخسارِ محمدؐ

ہے ورد ملائک کو سدا صلِ علیٰ کا
خالق کو جو محبوب ہیں اذکارِ محمدؐ

سب ارض و سما لوح و قلم عرش و فرش
ہیں دائرۂ نقطہ پرکارِ محمدؐ

طوبیٰ کی تمنا ہے نہ ہے خلد کی خواہش
کافی ہے ہمیں سایہ دیوارِ محمدؐ

یہ داغ نہیں دل میں گلِ عشق نبی سے
سینہ ہے مرا شکل چمن زارِ محمدؐ

آدم ہوئے اس واسطے مسجودِ ملائک
پیشانی آدم میں تھے انوارِ محمدؐ

ہر وقت مرے دل میں ہے تصویر مثالی
ہر وقت مرا دل ہے پرستارِ محمدؐ

جو نشہّ توحید سے سرشار ہیں ہر وقت
ہیں جرعہ کش خانۂ خمارِ محمدؐ

دن رات حلیم اس تگ و دو میں ہے پریشاں
ہو جائے الٰہی اسے دیدارِ محمدؐ

(۲۱)

شاہ صاحب کوئی لکھ دیجیے اچھا تعویذ
جس سے محبوب ملے ہو کوئی ایسا تعویذ

یوں تو لکھ دیتے ہیں تعویذ ہزاروں ملاّ
تم لکھو خاص توجہ سے ہمارا تعویذ

صدقے اس اپنے مقدر کے کہ بدلے خط کے
میرے دلبر مرے محبوب نے بھیجا تعویذ

بوالہوس کے لیے درکار ہے نقشِ تسخیر
جذبِ صادق کے لیے چاہیے کس کا تعویذ

بیکسی تربتِ عاشق کا پتا دیتی ہے
نہ ضرورت اسے کتبہ کی نہ زیبا تعویذ

نامۂ یار کے مضموں سے ہوا دل محفوظ
اور اس پرچۂ کاغذ کو بنایا تعویذ

یاد رکھنا کہ مخالف میں توکل کے حلیم
یہ عزیمت یہ عمل اور گنڈا تعویذ

(۲۲)

کون جمتا ہے نظر میں مصطفیٰ کو دیکھ کر
کس کو دیکھوں جلوۂ ذاتِ خدا کو دیکھ کر

گر اُٹھا دے چہرۂ انور سے وہ اک دم نقاب
غش میں آئیں سیکڑوں اس دلربا کو دیکھ کر

میں خدا کے سامنے جاؤں گا کیونکر روزِ حشر
آپ شرماتا ہوں میں اپنی خطا کو دیکھ کر

مرحبا صد مرحبا آ آکے کہتے تھے ملک
کربلا میں شاہ کے صبر و رضا کو دیکھ کر

اس کی رحمت کے تصدق اس کی بخشش کے نثار
شرم آتی ہے اسے میری خطا کو دیکھ کر

میرے عصیاں ہی شفاعت کے لیے تیار ہیں
اس کے لطف عام کو اس کی عطا کو دیکھ کر

درد دل کہتا اگر ہوتے حواس اپنے بجا
ہوش رہتا ہی نہیں اس دلربا کو دیکھ کر

کیا ضرورت تھی انہیں تکلیف دیتا وار کی
میں نے خود دم دیدیا تیغِ ادا کو دیکھ کر

پس نگاہِ ناز سب باتوں کو کافی ہوگئی
مشکلیں حل ہوگئیں مشکل کشا کو دیکھ کر

مسکرا کر اس نے فرمایا عنایت سے حلیم
رحم آتا ہے مجھے تیری خطا کو دیکھ کر

(۲۰)

چلے دنیا سے رنج و غم اُٹھا کر — کیا کیا عالمِ فانی آکر
بڑی مشکل سے لائے ہیں مناکر — انہیں مہماں کیا خود کو مٹاکر
تمہارے در پہ ہم دھونی رما کر — ہیں بیٹھے خانماں اپنا لٹاکر
یہ کیا انصاف ہے اے دشمنِ جاناں — ملایا خاک میں عاشق بناکر
مریضِ عشق بھی اچھے ہوئے ہیں — طبیبِ مہرباں اپنی دوا کر
ہزاروں داغ ہیں سینے میں میرے — تماشا دیکھ اس گلشن میں آکر
حقیقت کھل گئی اہل ہوس کی — کہ اب پچھتا رہے ہیں دل لگا کر
خدا وندائے عصیاں بہت ہیں — ترحم مجھ پہ بہر مصطفیٰ کر

حلیم الفت کا دعویٰ اور شکوے
ذرا تو شرم اے مردف خدا کر

(۲۴)

آپ آئیں اگر اے راحتِ جاں روز کے روز
کیوں ستائے یہ ہمیں سوزِ نہاں روز کے روز
ایک دن ہو تو کہوں حال کسی سے دل کا
کون سنتا ہے مرا شور و فغاں روز کے روز
اپنی ہستی کو مٹادے تو دلا اس کے لیے
دیکھ ہوگا تجھے پھر وصل یہاں روز کے روز
دیکھ پائے نہ کوئی عاشق جاں باز تمہیں
اس لیے ہوتے ہوتم دل میں نہاں روز کے روز
دردِ دل ٹھہر ذرا دم بھی تو لے لینے دے
کیوں ستاتا ہے مجھے دشمنِ جاں روز کے روز
تجھ سے اے واعظِ ناداں نہ کہوں گا ہرگز
مجھ کو سمجھاتا ہے جو پیرِ مغاں روز کے روز
ایک دن ہو تو کہوں حال دلِ زار اپنا
کیا کہوں تم سے بھلا جانِ جہاں روز کے روز
ضبط ہی چاہیے ہر حال میں عاشق کو حلیم
دیکھ بہتر نہیں یہ شورو فغاں روز کے روز

(۲۵)

چل مدینہ دلا سیّد ابرار کے پاس
یعنی سردارِ رُسُل احمد مختار کے پاس
زر نہیں پَر نہیں کس طرح مدینہ پہنچوں
شوق کہتا ہے کہ لے چل مجھے سرکار کے پاس
حشر کے روز شفاعت کے لیے سارے نبی
یہ کہیں گے کہ چلو احمدِ مختار کے پاس
آپ چاہیں گے تو بخشش مری کچھ بات نہیں
نام نیکی کا نہیں گرچہ گنہگار کے پاس
بار گہ تک ہو بھلا اپنی روسائی کیوں کر
جب نہیں ہوتی رسائی درِ دلدار کے پاس
ہوں گے وہ لوگ کہو کیوں نہ فرشتہ خصلت
رات دن رہتے تھے جو سرورِ دیندار کے پاس
آپ کے ہوتے کہوں کس سے دلِ زار کا حال
کون آتا ہے یہاں مجھ سے سیہ کار کے پاس
اے حلیم جگر افگار اگر تو اپنی
مغفرت چاہیے تو چل سید ابرار کے پاس

(٢٦)

جلوۂ حسن سے ہوجاؤں میں ایسے بے ہوش
کہ رہوں اس کے تصور میں ہمیشہ بے ہوش
اک تجلّی سے کیا آپ نے ایسا بے ہوش
سارے عالم سے ہوا عاشق شیدا بے ہوش
تو اُٹھا دے اگر اپنے رُخِ روشن سے نقاب
جلوۂ حسن سے ہوجائے زمانہ بے ہوش
حسرتِ دیدمیں بے ہوش ہوا ہے عاشق
آپ آجائیں تو ہوجائے یہ اچھا بے ہوش
نہیں اُمید قیامت میں بھی ہوش آئے اسے
کردیا عاشق مدہوش کو اتنا بے ہوش
اس طرف حُسن کے پر تو سے تھا مجنوں بیخود
تھی اُدھر عشق کی تاثیر سے لیلیٰ بے ہوش
تاب کس کو ہے کہ دیکھے تجھے اے جانِ جہاں
میں تو کیا ہوں کہ ہوئے طور پہ موسیٰؑ بے ہوش
شبِ معراج گئے عرش پہ جب ختمِ رُسُلؐ
جذبۂ شوق سے تھا عالم بالا بے ہوش
موت کو بھول گیا آہ حکیم غافل
ہوگیا عالمِ فانی پہ تو اتنا بے ہوش

(٢٧)

ہم سنتے ہیں کہ رحم کی ہے کبریا کو حرص
پھر کیوں نہ ہو قصور کی میری خطا کو حرص
اُمّت کو بخشوانے کی تھی مصطفیٰ کو حرص
اس واسطے ہے عفو کی فضلِ خدا کو حرص
ہوتی نہیں کبھی کسی مردِ خدا کو حرص
اے اہلِ دل پسند نہیں کبریا کو حرص
دنیا کے لوگ حرص میں دنیا کی قید میں
اس کی رضا کی ہوتی ہے اہل ولا کو حرص
رحمت نے اس کی چوم لیے ہاتھ دوڑ کر
مقبولیت کی جب ہوئی میری دعا کو حرص
خالق ہمیں بچائیو دنیا کی حرص سے
اس نامراد کی ہو ہماری بلاکو حرص
بے ہوش تھے حصولِ شہادت کے جوش میں
یہ تھی وصالِ حق میں شہِ کربلا کو حرص
جان اور دل کا ہجر سے قصہ کیا تمام
ناحق ہے میری جان کی میری قضا کو حرص
دل لے لیے ہزاروں کے اس پر بھی اے حکیم
اب تک بڑھی ہوئی ہے مرے دل رُبا کو حرص

(۲۸)

ترے ہجر میں ہوں مسیحا مریض / تو آئے تو ہوجائے اچھا مریض
کہاں کا مریض اور کیسا مریض / دکھاتے ہی صورت ہے اچھا مریض
میں روزِ ازل سے ہوں بیمارِ عشق / نہیں ہوں جناب آج کل کا مریض
اطباء کی تشخیص سب ہیچ ہے / ترے دیکھنے کا ہے تیرا مریض
بڑی یاس وحسرت سے دم توڑ کے / غرض چل بسا دل شکستہ مریض
نہ ہوگا نہ ہوگا قیامت کو بھی / بلا تیرے دیکھے یہ اچھا مریض
تمہاری جدائی میں بیتاب ہے / کہے حالِ دل اور کیا کیا مریض
تجھے چھوڑ کر اے مسیحا نفس / کہاں جائے یہ غم کا مارا مریض
کروں عرض حضرت سے جا کر حلیم / طبیب آپ ہیں اور بندہ مریض

(۲۹)

رکھیے ضرور طالبِ دیدار کا لحاظ
یاں بے خودی میں کس کو ہے انکار کا لحاظ
مجنوں کو کب ہے وادیٔ پُرخار کا لحاظ
رہتا ہے اس کو کوچۂ دلدار کا لحاظ
جاتے نہ آپ نزع کی حالت میں چھوڑ کر
ہوتا اگر کچھ اس دلِ بیمار کا لحاظ
گذری تمام عمر مری انتظار میں
کب تک رکھوں میں آپ کے اقرار کا لحاظ
آنکھوں میں دل میں پہلو میں آجایئے کبھی
جانا اگر ہے آپ کو اقرار کا لحاظ
ایسا لحاظ تو نہ کسی کو ہوا نہ ہو
خالق کو تھا جو سید ابرار کا لحاظ
امید عفو مجھ سے گنہگار کو بھی ہے
یہ ہے خدا کو احمد مختار کا لحاظ
رحمت ہے جوش پر مرے سرکار کی حلیم
کیوں کر نہ ہوگا مجھ سے گنہگار کا لحاظ

(۳۰)

جھکا سر کو بندے خدا کی طرف | بہت پھر چکا ما سوا کی طرف
اگر عشق ہو تو محمدؐ کا عشق | کہ لے جائے فوراً خدا کی طرف
سنو تم نہ واعظ کی باتیں کبھی | رکھو چشم دل دلربا کی طرف
تمہارا طرفدار ہے اک جہاں | نہیں ایک مجھ بینوا کی طرف
نہ جنت سے مطلب نہ دوزخ کا ڈر | ہمیشہ ہیں عاشق رضا کی طرف
وہ جنت کو سیدھے گئے لا کلام | لڑے ہو کے جو مصطفیٰ کی طرف
نہ ان سے کبھی دل لگانا حکیمؔ | یہ دنیا کے بت ہیں جفا کی طرف

(۳۱)

باعث نجات کا ہے حبیبِ خدا کا عشق
کنجی در قبول کی ہے مصطفیٰ کا عشق
مقبول کبریا ہے ہر اک عاشق نبی
ہر عاشق نبی کو ہے بیشک خدا کا عشق
آرام جاں ہے عشق نبی میں فراق بھی
دلدار و دلنواز ہے خیر الوریٰ کا عشق
ہوتا ہے جلوہ گاہِ خدا پاک ہوئے دل
کرتا ہے صاف قلب کو اہل صفا کا عشق
سب کچھ نثار کردیا مولیٰ کی راہ میں
تھا حضرت حسینؓ کو بس انتہا کا عشق
دنیائے بے ثبات کا طالب نہ ہو حلیمؔ
رسوا کرے گا حشر میں اس بے وفا کا عشق

(۳۲)

تلاشِ یار میں پھرتا رہا میں در بدر اب تک
وہ میرے دل میں بیٹھا ہے نہ تھی مجھ کو خبر اب تک
دکھایا تھا جو موسیٰؑ کو بہت تکرار و حجت سے
وہی جلوہ ہے میرے ہو بہو پیش نظر اب تک
نہ ڈھونڈا آنکھ کے پردے میں جو دیدار ہوجاتا
جناب خضر نے ڈھونڈا اسے شام و سحر اب تک
یہ ممکن تھا نہ آتے وہ مرے پہلو میں دم بھر کو
اگر ہوتا مری آہ وبکا کا کچھ اثر اب تک
دوئی کو دُور کرکے پایا اس کو ہر رگ و پے میں
خودی نے میری رکھا مجھ کو اس سے بے خبر اب تک
اسی کی روشنی پھیلی ہوئی ہے یوں تو عالم میں
نظر آیا کہیں لیکن نہ وہ رشک قمر اب تک
رسول اللہ پہنچے منزل مقصود تک ورنہ
کسی کا بھی نہیں اس تک ہوا ہرگز گزر اب تک
مدینہ جانے والے جاہی پہنچے اور تو اے دل
یہاں بیٹھا ہوا کرتا رہا شام و سحر اب تک
نہ پہنچا ان کے قدموں تک حلیم افسوس ہے ورنہ
دکھا دیتے جمالِ حق نما خیرالبشرؐ اب تک

(۳۳)

یارب میں جاکے کس سے کہوں ماجرائے دل
سنتا ہے کون تیرے سوا مدّعائے دل
دونوں جہاں میں رکھیو مری شرم کردگار
دن بھر ہے رات بھر ہے یہی التجائے دل
مانیں نہ مانیں آپ کو یہ اختیار ہے
سن لیجیے کبھی نہ کبھی ماجرائے دل
ملنا تمہارا سہل ہے دشوار کچھ نہیں
دم بھر کے واسطے بھی اگر لو لگائے دل
دونوں کی ہے غرض ترا دیدار دیکھنا
دل تجھ پہ مبتلا ہے میں ہوں مبتلائے دل
دکھلایئے وہ روئے منوّر کبھی مجھے
مطلب یہی ہے اور یہی مدّعائے دل
ہوجائے دم کے دم میں ابھی وصل آپ کا
جھک جائے ایک دم بھی جو سر کی بجائے دل
کس کی نگاہِ ناز کا یارب ہدف بنا
پہلو سے آرہی ہے صدا ہائے ہائے دل
بلوایئے مدینہ میں اب تو مجھے حضور
جو اپنا حال سامنے آکر سنائے دل
آجائیں گے وہ آپ ہی پہلو میں اے حلیم
ہاں صدق دل سے عرض تو کر ماجرائے دل

(۳۴)

تمہارے ہجر میں ایسا جلا دل　　ہوا اکسیر سے بھی کچھ سوا دل
کسی کا ہوگیا کیا مبتلا دل　　ہے گھبرا یا ہوا بے انتہا دل
ہواقسمت سے جب سے آشنا دل　　بنا میرے لیے خود رہنما دل
نگاہِ ناز سے دیکھا جو اس نے　　گیا ہاتھوں سے کیسا بے بہا دل
سنا ہے ان کی یہ خلوت سرا ہے　　تو ہے یہ عرش اعظم سے سوا دل
تصور میں جو آئی شکل جاناں　　ہوا حیرت فزا بے انتہا دل
پتہ مشکل سے جب اُس کو ملا ہے　　تصور میں ترے برسوں رہا دل
اُٹھائے ناز ہیں کس کس کے میں نے　　فقط تیرے لیے او بے وفا دل
بھلائے عہد وپیاں ہائے افسوس　　یہاں آکر یہ تونے کیا کیا دل
جلایا عشق نے مجھ کو یہاں تک　　کہ خوں ہوہوکے آنکھوں سے بہا دل
حکیمؔ آیا کسی کے دم میں کیوں کر
کہ تھا وہ تو نہایت پارسا دل

(۳۵)

حقیقت میں ہے اپنا پیشوا دل　　یہی قبلہ یہی قبلہ نما دل
مرا مرشد مرا ہادی مرا دل　　مرا رہبر حقیقت آشنا دل
محبت میں اثر اکسیر کا ہے　　بنا اس کی بدولت کیمیا دل
عجب پر خوف ہے میدانِ الفت　　پڑے ہیں راستے میں جا بجا دل
نگاہِ فتنہ زانے مارڈالا　　ابھی تک تھا مرا اچھا بھلا دل
خفا ہوتے ہیں ناحق آپ مجھ پر　　یہ حاضر ہے برا ہے یا بھلا دل
پتا ملتا نہیں سینے میں میرے　　تحیّر ہے الٰہی کیا ہوا دل
مصیبت جھیل صبرو شکر کے ساتھ　　مرے مجنوں مرے دردآشنا دل
مصیبت ہو مذلت ہو بلا ہو　　کبھی ہمت نہ ہر گز ہارنا دل
جناب خضر کی کیوں جستجو ہو　　ہمیں کافی ہے اپنا رہنما دل
ہماری مشکلیں ہوں کیوں نہ آساں　　ہر اک مشکل میں ہے مشکل کشا دل
نصیحت سن حلیمؔ باوفا کی
نگہ رکھ ، راہِ تسلیم ورضا دل

(۳۶)

عشق میں جب سے مبتلا ہیں ہم
اپنے بیگانہ سے جدا ہیں ہم

کون واقف ہے ہم سے کیا ہیں ہم
مظہرِ ذاتِ کبریا ہیں ہم

درد و غم کے لیے شفا ہیں ہم
مرض ہجر کی دوا ہیں ہم

عاشق روئے مصطفیٰ ہیں ہم
اپنی تقدیر پر فدا ہیں ہم

آپ اپنے ہی دلربا ہیں ہم
آپ ہی آپ پر فدا ہیں ہم

لب گویا سے مدا ہیں ہم
نالۂ درد آشنا ہیں ہم

دین ودنیا سے کیا غرض ہم کو
کوئے احمدؐ کے بس گدا ہیں ہم

فرق جو کچھ ہے بس خیال کا ہے
تم جدا ہو نہ کچھ جدا ہیں ہم

حشر میں شکوہ کر نہیں سکتے
کشتۂ چشم سُرمہ سا ہیں ہم

وہ نظر دیجیے کہ دیکھوں میں
جب یہ کہتے ہو برملا ہیں ہم

محو کردو حلیم دل سے خودی
پھر یہ کہنا کہ بے ریا ہیں ہم

(۳۷)

کریں کس واسطے آہ و فغاں ہم
کہ رکھتے ہیں تجھے دل میں نہاں ہم

ہوئے تیرے لیے جب بے نشاں ہم
بنے اپنے لیے آرام جاں ہم

تمہیں پایا تو اپنے دل میں پایا
پھریں کیوں ڈھونڈتے سارا جہاں ہم

ہمیں ہو وصل کی امید کیوں کر
یہ سوچو تو کہاں تم اور کہاں ہم

دل عشّاق کو تسکیں نہیں کیوں
جو تم کہتے ہو دل میں ہیں نہاں ہم

لیا دل آپ نے غیروں پہ ناحق
کریں کس واسطے وہم وگماں ہم

نہیں ہوتی ہے جب تجھ تک رسائی
کریں کیوں کر نہ پھر آہ وفغاں ہم

نہ پایا دیر و کعبہ میں بھی تم کو
تمہیں بتلاؤ اب جائیں کہاں ہم

تمہارا راز افشا ہو نہ جائے
بنے اس واسطے ہیں بے زباں ہم

حلیم ان سے خیالِ وصل کیا ہے
وہ آئیں سامنے تو پھر کہاں ہم

(۳۸)

مئے الفت سے جو سرشار نظر آتے ہیں
ان میں کچھ اور ہی انوار نظر آتے ہیں

جب نہ مجھ کو مرے سرکار نظر آتے ہیں
گل بھی پہلو میں مجھے خار نظر آتے ہیں

خرقہ پوشوں میں جو یہ خوار نظر آتے ہیں
گنج عرفاں سے گرانبار نظر آتے ہیں

آپ ہی طالبِ دیدار نظر آتے ہیں
آپ ہی اپنے خریدار نظر آتے ہیں

کبھی خود صورتِ زیبا کو چھپا لیتے ہیں
کبھی صورتِ کے طلب گار نظر آتے ہیں

حشر پر کچھ نہیں موقوف یہاں بھی اے شیخ
آنکھ کھلتی ہے کہ دیدار نظر آتے ہیں

حشر پر کچھ نہیں موقوف یہاں بھی اے شیخ
آنکھ کھلتی ہے کہ دیدار نظر آتے ہیں

قیس و فرہاد کوئی عشق کے خاتم تو نہیں
سیکڑوں ایسے وفادار نظر آتے ہیں

خیر ہے حضرتِ دل کہئے ارادہ کیا ہے
آپ بھی طالبِ دیدار نظر آتے ہیں

واعظو دیکھتے ہو اشکِ ندامت کا فروغ
ہو بہو گوہر شہوار نظر آتے ہیں

جس طرف دوڑتی ہیں اپنی نگاہیں واللہ
جلوۂ احمدؐ مختار نظر آتے ہیں

روضۂ پاک کو دیکھے کوئی آنکھوں سے مری
نور کے سب درو دیوار نظر آتے ہیں

(۳۹)

جب سے آئے حضور آنکھوں میں
ہے تجلّائے طور آنکھوں میں

آپ ہی کا ہے نور آنکھوں میں
کچھ نہیں بے حضور آنکھوں میں

میں ہوں قربان اس تصور کے
پھر رہے ہیں حضور آنکھوں میں

اک نظر جب سے تجھ کو دیکھا ہے
آ گیا ہے سرور آنکھوں میں

ذرّہ ذرہ میں دیکھ لوں اس کو
گر نہیں ہے فتور آنکھوں میں

تجھ سا کوئی نظر نہیں آتا
اپنی تو دُور دُور آنکھوں میں

دل میں جلوہ نما تمہیں تو ہو
ہے تمہارا ظہور آنکھوں میں

روبرو ہیں نظر نہیں آتے
ہے تمہارا ظہور آنکھوں میں

دل میں اُلفت حضور کی ہے حلیم
آپ ہی کا ہے نور آنکھوں میں

(۴۰)

رونق فزا ہے انجمن آرا کہاں کہاں
جلوہ دکھا رہا ہے وہ اپنا کہاں کہاں

تو ہی بتا دے ملنے کا اپنا پتا مجھے
جاؤں میں تیرے واسطے اچھّا کہاں کہاں

دل میں جگر میں آنکھوں میں پہلو میں جان میں
اب کیا بتاؤں میں تجھے دیکھا کہاں کہاں

دیکھی تھی لاکھ پردوں کے اندر تری جھلک
پھرتے رہے تلاش میں موسیٰ کہاں کہاں

پردہ میں تم تو بیٹھے ہو پردہ نشیں بنے
اور ہورہا ہے ذکر تمہارا کہاں کہاں

مجروح دل اِدھر ہے تو زخمی جگر اُدھر
تیرِ نگاہ ناز بھی پہنچا کہاں کہاں

کعبہ میں اور کنشت میں گرجا میں دیر میں
ڈھونڈ آیا تجھ کو عاشقِ شیدا کہاں کہاں

روشن ہے آسماں تو منوّر زمین ہے
نورِ محمدیؐ کا ہے جلوہ کہاں کہاں

حسبِ طلب خدائے جلیل الصفات کی
پہنچے جناب سیّدِ اعلیٰ کہاں کہاں

دنیا کے ننگ و نام کی پروا نہیں حلیم
ہم ہو چکے ہیں عشق میں رُسوا کہاں کہاں

(۴۱)

دل و جان تم پر فدا کر چکے ہیں
ہمارا جو حق تھا ادا کر چکے ہیں

ہم اپنے لیے سب بُرا کر چکے ہیں
ہمارے لیے وہ بھلا کر چکے ہیں

گنہگار ہیں گو خطا کر چکے ہیں
وہ اس پر بھی سب کچھ عطا کر چکے ہیں

عبث عاشقوں سے حیا کر رہے ہیں
جو اپنے کو تم پر فنا کر چکے ہیں

مریضانِ الفت کی حالت ہے ابتر
اطبّا بہت کچھ دوا کر چکے ہیں

وہ سنتے ہی کب ہیں ہماری کہانی
بیاں ان سے ہم بار ہا کر چکے ہیں

بلالو بلالو مدینہ میں مولیٰ
ارادہ تو ہم بارہا کر چکے ہیں

حلیم آپ کے بخشوانے کا وعدہ
سُنا ہے حبیبِ خدا کر چکے ہیں

کہیں کیا تجھ کو کہاں دیکھتے ہیں / تجھے دیکھتے ہیں جہاں دیکھتے ہیں
تجھے اہلِ دل تو عیاں دیکھتے ہیں / ہم اپنے ہی دل میں نہاں دیکھتے ہیں
تجھے جس پہ ہم مہرباں دیکھتے ہیں / اسی کا نشاں بے نشاں دیکھتے ہیں
مٹا بیٹھے جو دل سے اپنے خودی کو / وہ ہردم تجھے بے گماں دیکھتے ہیں
وہ ہر شے میں جلوہ دکھاتا ہے اپنا / جو بینا ہیں اس کو عیاں دیکھتے ہیں
عبث دیر و کعبہ کی ہم خاک چھانیں / تجھے دل میں جانِ جہاں دیکھتے ہیں
کدورت سے جو صاف رکھتے ہیں دل کو / وہ گھر بیٹھے دونوں جہاں دیکھتے ہیں
ہوا جس پہ کچھ بھی ترا راز ظاہر / اسے ہم یہاں بے زباں دیکھتے ہیں
مدینہ بھی ہے عرشِ اعظم کا ہمسر / فرشتوں کو تسبیح خواں دیکھتے ہیں

حلیم اب قیامت کا کیا خوف ہم کو
انہیں جب یہیں مہرباں دیکھتے ہیں

دل میں دیکھا تو وہ ایمان بنے بیٹھے ہیں
اور قالب میں مری جان بنے بیٹھے ہیں
کل جنہیں دیر میں ناقوس بجاتے دیکھا
آج کعبے میں مسلمان بنے بیٹھے ہیں
سالہا سال جو پہلو میں رہے ہیں میرے
اب وہ ناواقف و انجان بنے بیٹھے ہیں
کل جو ہاتھوں میں لیے پھرتے تھے کاسہ دَر دَر
آج وہ تخت پہ سُلطان بنے بیٹھے ہیں
مغز خالی کیے دیتے ہیں جناب ناصح
یہ بھی اک دوسرے شیطان بنے بیٹھے ہیں
دل کے دینے کا کچھ انجام نہ سمجھے افسوس
ہم تو خود آپ ہی نادان بنے بیٹھے ہیں
خود ہی زلفوں کو بکھیرا ہے سُرخ انور پر
آپ ہی آپ پریشان بنے بیٹھے ہیں
آپ ہی قتل کیا تیر نظر سے مجھ کو
آپ ہی دست وگریبان بنے بیٹھے ہیں
گم ہیں یاں اس کے شناسا بھی عجب حیرت ہے
سر جھکائے ہوئے حیران بنے بیٹھے ہیں
غیر کا دل میں تصوّر بھی نہ آنے پائے
درِ دل پر وہ نگہبان بنے بیٹھے ہیں
کیا تماشا ہے جو ہیں خانۂ دل کے مالک
اپنے ہی گھر میں وہ مہمان بنے بیٹھے ہیں
دونوں عالم سے غرض جو نہیں رکھتے ہیں حلیم
وہ فقیری میں ہی سلطان بنے بیٹھے ہیں

(۴۴)

ہر غنچہ میں پوشیدہ ہو ہر گُل میں نہاں ہو
پہچان گئے ہم کو تمہیں نکہتِ جاں ہو

جب درد و مصیبت تمہیں راحتِ جاں ہو
حیراں ہوں کہ پھر کیوں مری آنکھوں سے نہاں ہو

ہر شخص میں ہر شئے میں تمہیں جلوہ کناں ہو
چشم و دل عاشق میں تمہیں جان جہاں ہو

یہ مان لیا ہم نے کہ تم دل میں نہاں ہو
پر لطف تو جب ہے سرِ محفل بھی عیاں ہو

کعبے میں کوئی ڈھونڈتا ہے دیر میں کوئی
اچھاّ تمہیں کہدو کہ یہاں ہو کہ وہاں ہو

دل لے کے مکرتے ہو یہ انداز عجب ہے
پہلو میں ہو جب آپ تو پھر کس پہ گماں ہو

❁❁❁

نعت

صاحبزادہ مختار عثمانی

شایانِ زمانہ کا مقام اپنی جگہ ہے
سرکارِ دوعالم کا غلام اپنی جگہ ہے

چلنے کو تو چلتی ہے نسیم سحری بھی
پر آپ کا اندازِ خرام اپنی جگہ ہے

ہر لمحہ بدلتی ہے خرد نظم سیاست
میرے سرکار جولائے وہ نظام اپنی جگہ ہے

یوں آنے کو تو آئے نبی اور بھی مختاؔر
پر میرے آقا کا مقام اپنی جگہ ہے

❁❁❁

نعت

اقبال عظیم

مدینہ کا سفر ہے اورمیں نم دیدہ نم دیدہ
جبیں افسردہ افسردہ قدم لرزیدہ لرزیدہ

چلاہوں ایک مجرم کی طرح میں جانب طیبہ
نظر شرمندہ شرمندہ بدن لرزیدہ لرزیدہ

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دیاورنہ
کہاں میں اورکہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

کہاں میں اورکہاں اس روضہ اقدس کا نظارہ
نظر اس سمت اٹھتی ہے مگر دزدیدہ دزدیدہ

غلامانِ محمد دو رسے پہچانے جاتے ہیں
دل گرویدہ گرویدہ سر شوریدہ شوریدہ

مدینے جاکے ہم سمجھے تقدس کس کو کہتے ہیں
ہوا پاکیزہ پاکیزہ فضاسنجیدہ سنجیدہ

بصارت کھوگئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے
مدینہ ہم نے دیکھا ہے مگر نادیدہ نادیدہ

نعت

شہباز

میرے ورد لب ہے نبی نبی میرا دل مقام حبیب ہے
میں مریض عشق رسول ہوں حبیب میرا طبیب ہے

میرا اس گلی سے رابطہ جہاں سر جھکاتے ہیں انبیاء
جہاں رحمتوں کا نزول ہے وہ جو عرشِ حق سے قریب ہے

میں بڑا امیر وکبیر ہوں شہ دو سرا کا اسیر ہوں
درِ مصطفیٰ کا فقیر ہوں میرا رفعتوں میں نصیب ہے

میں غم والم میں ہوں مبتلا کوئی کیا کریگا میری دوا
میرا دو جہاں میں تیرے سوا شاہ اورکون طبیب ہے

نعت

اقبال عظیم

فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر
ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں
خود انہیں کو پکاریں گے ہم دور سے
راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے
ہم مدینے میں تنہا نکل جائیں گے
اور گلیوں میں قصداً بھٹک جائیں گے
ہم وہاں جاکے واپس نہیں آئیں گے
ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگ تھک جائیں گے
جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا
بندگی کا قرینہ بدل جائے گا
سر جھکانے کی فرصت ملیگی کسے
خود پلکوں سے سجدے ٹپک جائیں گے
اے مدینے کے زائر خدا کے لئے
داستانِ سفر مجھکو یوں مت سنا
بات بڑھ جائے گی دل تڑپ جائے گا
میرے محتاط آنسوں جھلک جائیں گے
ان کی چشمِ کرم کو ہے اس کی خبر
کس مسافر کو ہے کتنا شوقِ سفر
ہم کو اقبالؔ جب بھی اجازت ملی
ہم بھی آقا کے دربار تک جائیں گے

نعت

عبدالحلیم شاہ صاحب حلیمؔ

مجھ کو کیا خوف وخطر ہے نار کا
امتی ہوں احمدِ مختار کا

پوچھتے ہو مجھ سے کیا منکر نکیر
میں ہوں پردہ احمدِ مختار کا

عمر پوری ہوگئی امید میں
کیا ٹھکانہ آپ کے اقرار کا

اپنی بخشش چاہتا ہے گر حلیمؔ
مدح خواں وہ سید ابرار کا

نعت

عبدالحلیم شاہ صاحب حلیم

خدا خود ہوا جب کہ شیدا تمہارا
نہ ہو کیوں کر عالم میں شہرہ تمہارا

تم ہی بخشواؤ گے روزِ قیامت
ہمیں تو فقط ہے سہارا تمہارا

بلالو بلالو مدینہ میں مولیٰ
کہ پھرتا ہے در در یہ شیدا تمہارا

یہ مانا کہ میں ہوں گنہگار لیکن
ہے بخشش کو کافی سہارا تمہارا

مجھے بھو ل جانا نہ وقت شفاعت
ازل سے ہوں میں یہ............ہوا تمہارا

ابھی اڑکے پہونچوں مدینے میں شاہا
مجھے گر ہو کچھ بھی اشارا تمہارا

حلیم آپ کا آپ کو بھول جائے
...........فریدہ ہے بندہ تمہارا

نعت

عبدالحلیم شاہ صاحب حلیم

اولیں جلوہ خدا ہیں آپ
سارے عالم کے مبتدا ہیں آپ

سارے عالم کے دل ربا ہیں آپ
ساری دنیا کے مدعا ہیں آپ

درد دل کے لئے دوا ہیں آپ
مرض عشق کی شفا ہیں آپ

ڈوب سکتی ہے بحرِ عصیاں میں
میری کشتی کے نا خدا ہیں آپ

آپ کو دیکھتا نہیں کوئی
لطف یہ ہے کہ جا بجا ہیں آپ

شکل رکھتے ہو زاہدوں کی حلیم
کون جانے کہ بے ریا ہیں آپ

نعت

عبدالحلیم شاہ صاحب حلیم

خالق نے محمد کو بلایا شب معراج
محبوب کو گھر اپنا دکھایا شب معراج

تھا جو ......محبت کہ حجاب حمدی سے
بے پردہ خدا خود نکل آیا شب معراج

باقی نہ رہا وصل میں قصہ من و تو کا
جام ....توحید پلایا شب معراج

خلوت میں ہراک عقدہ سر بستہ ہوا حل
جو راز کے مخفی تھا بتایا شب معراج
ا
مت کے گناہوں کو کیا عفو خدانے
یہ مژدہ جاں بخش سنایا شب معراج

خالق نے حلیمؔ عرش پر حضرت کو بلاکر
اوج آپ کا عالم کو دکھایا شب معراج

نعت

پارساؔ کوثری

حشر میں شانِ شفاعت دیکھنا
عام ہوجائیگی رحمت دیکھنا

ان کے دیوانوں کی حالت دیکھنا
اک قیامت میں قیامت دیکھنا

اے گنہگارانِ امت روزِ حشر
جوششِ یارانِ رحمت دیکھنا

ان کی امت میں ہوں بخشا جاؤں گا
زاہد وروز قیامت دیکھنا

ہم تو دیکھتے ہیں مدینہ واعظو
ہو مبارک تم کو جنت دیکھنا

پارساؔ سے بادہ کش پر حشر میں
بارش بارانِ رحمت دیکھنا

نعت

رضی الدین رضاؔ

مدینے سے ہوئی دوریا کملی والے
نہ فرقت کی دیجیئے سزا کملی والے

نہ طاقت نہ ہمت نہ جرات ہے باقی
میری کاش سن لو صد ا دکملی والے

قدم میرے چومے گی منزل یقیناً
کہ ہیں رہبر ورہنما کملی والے

مجھے روزمحشر ہو بخشش میسر
شفاعت کی ہے التجا کملی والے

بصارت سے محروم میں ہوگیا ہوں
مجھے نور کیجئے عطاء کملی والے

وہ عاصی ہے محشر میں تم لاج رکھنا
تمہارا ہے خادم رضاؔ کملی والے

نعت

رضی الدین رضاؔ

ہے صدقہ رسول انام آپ کا
آپ آقا میرے میں غلام آپ کا

ہے نبیوں میں افضل مقام آپ کا
سرِعرشِ اعظم ہے قیام آپ کا

ہے فرمانِ ربی پیام آپ کا
کلام خداہے کلام آپ کا

سراپا ہے برکت سراپا محبت
ہے اعلی وافضل نظام آپ کا

سراپا خطا ہے رضاؔ بھی ازل سے
ہے بخشش کا طالب غلام آپ کا

نعت

رضی الدین رضؔا

ہوں بروں سے بھی برا مجھ کو نبھالو آقا
اپنے دامن میں مرے عیب چھپالو آقا

بحرِ عصیاں کے تلاطم سے نکالو آقا
ہوس دیر کے چکر سے بچالو آقا

اپنے قدموں میں مجھے اب تو بٹھالو آقا
کشمکش ہائے دو عالم سے بچالو آقا

ٹھوکریں کھاتاہوں یہ کام نبھالو آقا
دور افتادہ ہوں پاس بلالو آقا

ہجر کے مارو کو سینے سے لگالو آقا
بار عصیاں سے دبا ہوں میں اٹھالو آقا

نعت

مرزا محمد تقی مائلؔ دہلوی

کیا اللہ کو خوش نام لے لیکر محمد کا
عجیب ڈھب حضرت آدم کو یا د آیا خوش مدد کا
خلیل اللہ پر آتش بھلا گستاخ کیاہوتی
سنانے آئے تھے مژدہ وہ کسی کی آمد آمد کا
خدا کی مصلحت کو عاشق کامل سمجھتے ہیں
کہ اس نے رکھ لیا ہے کس لئے سایہ ترے قد کا
بتادیتے سمجھنے والے سارے راز پوشیدہ
مگر لب بند کردیتاہے سب کے ہم احمد کا
پکاراانبیاء نے جب شفیع حشر کہہ کہہ کر
کھلا روزِ جزا عقدہ ترے اوصافِ بیحد کا
بنایا ہے دوعالم کو خدانے ایک صورت سے
ادھر بھی جلوہ احمد کا ادھر بھی جلوہ احمد کا
خدا وہ دن کرے مائلؔ کہ میں جاکر مدینہ میں
کبھی مداح احمد ہوں کبھی آل احمد کا

نعت

منشی فدؔا حسین جے پوری

تو ہی ختم رسل تیرا نہیں ہے کوئی بھی ثانی
تیرے قبضہ میں دیدی ہے خدا نے صدا مکانی

حمایت جب نبی کی ہے تو پھر کیسی پریشانی
مرا کیا کرسکے گی یہ گناہوں کی فراوانی

الٰہی نام ہو میرا گداؤں میں محمد کے
نہ دولت چاہئے مجھ کو نہ تخت وتاجِ سلطانی

تجھی کو شرم ہے عاصیوں کی شافع محشر
نہ بن جائے کہیں مشکل تیری امت کی آسانی

فدؔا کو نعت کے مضمون ملے ہیں کس کے تخیل سے
بجا ہے کہتے ہیں شاعر کو جو تلمیذ رحمانی

نعت

ناظم سنبھلی

ہم اسکے ہیں جسکی ہے سراپا ذات نورانی
ہم اسکے ہیں نہیں کونین میں جسکا کوئی ثانی

ہم اسکے ہیں جس کا ہے لقب محبوب یزدانی
ہم اسکے ہیں کہ جس نے آل کی ۔کی ہم پہ قربانی

مجھے پرواہ نہیں گر بحر عصیاں میں ہے طغیانی
پہنچ جائے گی ساحل پہ مری کشتی با آسانی

وہ عاصی ہوں کہ جس کی رحمت حق خود ہے دیوانی
گناہوں سے نہیں محشر میں کچھ مجھ کو شیمانی

مرا جب کا م ہے ناظم محمد کی ثنا خوانی
ہمارے سامنے نام جہنم کیوں نہ ہو پانی

(۴۳)

مریں کیوں کر نہ ہم تم پر ہمارے دِلربا تم ہو
غم ورنج ومصیبت میں فقط اک آشنا تم ہو
جو دیکھا غور سے تم کو تو اے جاں جا بجا تم ہو
عیاں بھی اور نہاں بھی ہر طرح جلوہ نما تم ہو
یہ مانا بے وفا تم ہو یہ مانا پر جفا تم ہو
ہماری جان و دل کے مدعی اور مدّعا تم ہو
عبث ہے وصل کا ارمان لوگوں کو تعجب ہے
نہ ہم تم سے جدا ہیں اور نہ اک دم کو جدا تم ہو
تم آجاؤ تو جی جائیں نہیں تو جان جاتی ہے
مریضِ عشق کی اے جانِ جاں اب تو دوا تم ہو
منوّر تم سے آنکھیں ہیں منوّر تم سے دل میرا
چھپو تم لاکھ پردوں میں میں سمجھا دلبربا تم ہو
شب معراج دم کے دم میں جاکر عرش اعلیٰ پر
خدا کو دیکھ آئے وہ محمدؐ مصطفیٰ تم ہو
شفاعت کیجیے عالم کی اب پیش خدا چل کر
کہیں گے سب پیمبر آکے سب کے پیشوا تم ہو
بجز اس کے فقیری کا نہیں تم میں کوئی جوہر
حلیم اتنا تو کہدوں گا کہ بیشک بے ریا تم ہو

❁❁❁

(۴۶)

علاج کس کا کروں کوئی چارہ گر بھی ہو
دوا ہمارے لیے کوئی کارگر بھی ہو
خوشی سے جان کو دے دیں رضائے دلبر میں
رضائے دوست کی ہم کو مگر خبر بھی ہو
تو ہی بتا کوئی تدبیر ناصح مشفق
کسی طرح سے مرا یار تک گزر بھی ہو
جو نامہ دے کے مراحال دل کہے اُن سے
نظر میں اپنی کوئی ایسا نامہ بر بھی ہو
شہا میں ہند میں مضطر ہوں تیری فرقت میں
میں کیسے پہنچوں مرے پاس اتنا زر بھی ہو
ملے خدا سے کوئی جاکے عرش اعلیٰ پر
حضورِ سرورِ عالم سا یاں بشر بھی ہو
تمہارے جلوے کی کیا تاب لاسکے کوئی
تمہارے دیکھنے کو طاقتِ بشر بھی ہو
وہ اپنے وعدے کا سچّا ہے روزی دینے میں
حلیم دل میں مگر صبر کا گزر بھی ہو

(۴۷)

کبھی میری آنکھوں میں آکر تو دیکھو
مری جان و دل میں سماکر تو دیکھو
خدا وصف کرتاہے قرآں میں جس کا
اس احمدؐ سے دل کو لگا کر تو دیکھو
ملائک بچھاتے ہیں آنکھیں ادب سے
تم اس بزم اقدس میں جاکر تو دیکھو
خدا دے گا اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب
رہِ دیں میں سر کو کٹا کر تو دیکھو
ہزاروں تمہارے ہیں دم بھرنے والے
کسی کو ذرا آزماکر تو دیکھو
نظر آرہا ہے مجھے یار ہر سو
تم اس کا تصور جما کر تو دیکھو
تمہارے تصور سے آباد ہے دل
تم اس پُر فضا دل میں آکر تو دیکھو
حلیم اس کے دیدار کی جو ہے خواہش
تصور میں نقشہ جما کر تو دیکھو

(۴۸)

اے دردِ عشق درد نہیں ہے دوا ہے تو
حلّال مشکلات ہے حاجت روا ہے تو
ہر رنج و ہر الم میں بس اک آشنا ہے تو
ٹوٹے ہوئے دلوں کا فقط آسرا ہے تو
جس دل میں تو ہے تیری عنایت سے شاد ہے
آرام جاں ہے مونسِ راج وبلا ہے تو
تیری تجلّیوں سے منوّر دماغ ہے
نورِ چراغ جاں ہے بصر کی جِلا ہے تو
ادراک سے بلند رسائی سے دور ہے
فکرو خیال و وہم سے بھی کچھ سوا ہے تو
گر تو نہیں ہے مطلبِ دل ،دل ہی خاک ہے
ہے گوہر قبول اگر مدّعا ہے تو
میں کیا کہوں کہ کیا ہے تری شان ومرتبت
اے نا خدائے کشتیِ امیّد کیا ہے تو
گر تو نہیں تو لذّت زخمِ جگر نہیں
اے درد دل نواز عجب دلربا ہے تو
کچھ عاشقوں سے تجھ کو محبت ضرو رہے
جو سب جہاں کو چھوڑ کر دل میں چھپا ہے تو
طالب ہے کوئی غیر نہ مطلوب غیر ہے
خود صاحبِ جمال ہے خود مبتلا ہیے تو
دو نام رکھ لیے ہیں دکھانے کے واسطے
ورنہ کہیں خدا ہے کہیں مصطفٰی ہے تو
بے اے حلیم کھو کے خودی دیکھ تو سہی
کیوں کیمیا کی فکر ہے خود کیمیا ہے تو

(۴۹)

بنا کر محبت کا بیمار ہم کو
کیا دونوں عالم سے بیزار ہم کو
دیا اس نے قلب وفادار ہم کو
عطا کی ہے چشمِ گہر بار ہم کو
رہیں رات دن آپ کی جستجو میں
سمجھ کر دیا ہے یہ آزار ہم کو
وہ ہردم جو پہلو میں اپنے رہیں گے
ستائیں گے پھر کیوں کر اغیار ہم کو
ڈراتے ہیں کیا آپ تیغِ جفا سے
ہے کب جان دینے میں انکار ہم کو
ابھی امتحاں ہے تمہارے کرم کا
ہے اپنی خطاؤں سے اقرار ہم کو
ضرورت نہیں ہم کو سیرِ چمن کی
یہ مجروح سینہ ہے گلزار ہم کو
دوئی اس طرح آنکھ سے اٹھ گئی ہے
نظر آتے ہیں یار اغیار ہم کو

حلیم اپنی قسمت پرنازاں ہیں ہردم
ملا یار صد شکر غمخوار ہم کو

(۵۰)

بلا لیجے مجھے جلدی خدارا یا رسول اللہؐ
پھروں کب تک جہاں مارا یا رسول اللہؐ
تمنّا ہے بلالو اپنے در پر اپنے خادم کو
پریشاں حال ہے بندہ تمہارا یا رسول اللہؐ
نظر آتا نہیں مجھ کو سوا دامانِ رحمت کے
کہیں بھی کوئی بخشش کا سہارا یا رسول اللہؐ
خدا کے سامنے جب پرسشِ اعمال ہو مجھ سے
ہے کافی آپ کا اُس دم اشارہ یا رسول اللہؐ
خدا کے واسطے مجھ کو بچاؤ بحرِ عصیاں سے
مری کشتی کا اب ڈوبا کنارہ یا رسول اللہؐ
بجز ذاتِ مقدس کے نہیں حامی کو ئی میرا
جو محشر میں ذرا بھی دے سہارا یا رسول اللہؐ
یہ حسرت ہے رہوں میں جیتے جی درگاہِ والا میں
نہیں دم بھر مجھے فرقت گوارا یا رسول اللہؐ
کہوں کس سے بھلا بیتابیٔ دل آپ کے ہوتے
ہو تم ٹوٹے ہوئے دل کا سہارا یا رسول اللہؐ
حلیم بے نوا مدّت سے مشتاقِ زیارت ہے
کسی صورت اسے ہو اک نظارہ یا رسول اللہؐ

(۵۱)

خاموشی زباں ہے بیاں تیرے واسطے
نافہمیٔ خرد ہے نشاں تیرے واسطے
سرتا بپا ادب ہوں جہاں میں کہ اے حبیبؐ
آئینہ ہے یہ کون ومکاں تیرے واسطے
مدہوش ہورہا ہوں تجلّی سے حُسن کی
حیرت نما ہے دیدۂ جاں تیرے واسطے
حُسنِ عمل نہیں نہ ہو حُسنِ طلب تو ہے
پھرتاہوں میں کہاں سے کہاں تیرے واسطے
شاید تری نگاہ میں کوئی قبول ہو
کھولی ہے جان ودل کی دُکاں تیرے واسطے
ہر جائی تو اگر ہے تو آوارہ گرد میں
طاعت ہے کچھ نہ نقدِ عمل مفلسوں کے پاس
لائے ہیں نذرِ کو دل وجاں تیرے واسطے
جب تک نہ ہو مشاہدہ جاناں کا اے حلیم
کچھ بھی نہیں یہ وہم و گماں تیرے واسطے

(۵۲)

یا رسول اللہ ؐ میری بیقراری دیکھیے
دردفرقت نے کیا جینے سے عاری دیکھیے
طالبِ دیدار کو فریاد وزاری دیکھیے
عاشقِ شیدا کی اپنے بیقراری دیکھیے
اک نظر فرمایئے مجھ پر خدا کے واسطے
ہجر میں ہیں اشک خوں آنکھوں سے جاری دیکھیے
کوئی دیوانہ کہو یا مجھ کو سودائی کہو
ہوچکامیں آپ کے درکا بھکاری دیکھیے
حالِ دل کہنے کو لاؤں میں جگر کس کا جناب
میری صورت میری حالت میری خواری دیکھیے
ہجرمیں دل سا رفیق افسوس دشمن ہوگیا
دوستوں کی دوستی یاروں کی یاری دیکھیے
اب کہاں ہوتی ہے تسکیں نامہ وپیغام سے
ایک دم کو آکے خود حالت ہماری دیکھیے
بے نیازی چھوڑکر بندہ نوازی کیجیے
کچھ تو میری خستہ حالی جاں نثاری دیکھیے
یا نبیَّ اللہ ادرکنی بفضلٍ واسعٍ
جان لب پر آگئی ہے دم شماری دیکھیے
وہ بھی دن ہوگا کہ پہنچے آپ کے در پر حلیم
اور کہے آقا سے میری بیقراری دیکھیے

❁❁❁

(۵۳)

مری عادت ہمیشہ ہے خطا کی
تمہاری خُو تو ہے مہروعطا کی
اگر خُو ہے انہیں جوروجفا کی
مجھے عادت ہے تسلیم ورضا کی
یونہی تم پر فدا ہیں دونوں عالم
ضرورت کیا تمہیں نازوادا کی
اگرآنکھیں ہیں دیکھودل لگا کر
عیاں ہر شئ سے ہے قدرت خدا کی
مصیبت جھیلتے ہیں شکر کے ساتھ
یہ ہے پہچان مردانِ خدا کی
مجھے دوزخ کا کیا خوف وخطر ہے
کہ امّت میں ہوں محبوبِ خدا کی
خدا کیوں کر نہ ہوتا ان سے راضی
کہ وہ راضی تھے مرضی پر خدا کی
حلیم اب خود پرستی چھوڑ کر کم بخت
ضعیفی میں تو کر طاعت خدا کی

❁❁❁

(۵۴)

پہلے اپنے نفس کو قابو لانا چاہیے
پھر تصور یار کا دل میں جمانا چاہیے
ہاوہو کی ضرب سے کیا کام نکلا دوستو
سب سے پہلے اپنی ہستی کو مٹانا چاہیے
عشق احمد لے چلو کافی ہے بخشش کے لیے
یہ وسیلہ پیش خالق لے کے جانا چاہیے
دور ہوجائے گی سب دل کی سیاہی یک قلم
سنگ درد کو چل کے آنکھوں سے لگانا چاہیے
اس صلے میں بخش دے جنت خدا تو کیا عجب
نعتِ احمدؐ چل کے روضے پر سُنا نا چاہیے
دردِ فرقت سے بہت تنگ آگیا ہے یہ غلام
کچھ نہ کچھ تدبیر اے مولا بتانا چاہیے
گر وصالِ یار کی خواہش ہے تجھ کو اے حلیم
نقشِ حبّ جاہ خاطر سے مٹانا چاہیے

(۵۵)

رُخِ تاباں سے ذرا پردہ اُٹھاؤ تو سہی
تشنۂ دید ہوں دیدار دکھاؤ تو سہی
جی اُٹھیں سیکڑوں مردے ابھی دم کے دم میں
لب اعجاز کہیں تم بھی ہلاؤ تو سہی
واعظو کیسے نصیحت کو تمہاری مانیں
کعبہ دیر میں کچھ ہم کو دکھاؤ تو سہی
کاش رُویا ہی میں دیدار دکھاکر مولا
حسرت دید مرے دل سے مٹاؤ تو سہی
حشر کے روز محمدؐ سے شفاعت کے لیے
کل پیمبر یہ کہیں گے ادھر تو سہی
جلوہ فرمائیں گے حضرت دل وجاں میں بیشک
نقش حبّ لوحِ دل وجاں پہ جماؤ تو سہی
ایک مدّت سے حلیم آپ کا شیدا ہے حضورؐ
اس کو للہ مدینہ میں بلاؤ تو سہی

(٥٦)

حضرت دل لن ترانی کا فسانہ یاد ہے
طور پر موسیٰؑ کو جلوے سے گرانا یاد ہے
مسکرانا یاد ہے بجلی گرانا یاد ہے
ہر طرح تم کو مرے جی کا جلانا یاد ہے
ربّ ادنیٰ پھر نہ بول اُٹھنا کہیں بے ساختہ
حضرتِ موسیٰ اگر کچھ غش میں آنا یاد ہے
ہے عجب انداز دنیا سے نرالا آپ کا
عاشقوں کے ہر رگ وپے میں سمانا یاد ہے
شعبدے سب یاد ہیں دل کے جلانے کو مرے
وصل کا وعدہ کیا تھا وہ بھی جانا یاد ہے
یہ تو مانا تو نہیں بخشش کے لائق اے حلیم
تیرے آقا کو تو تیرا بخشوانا یاد ہے

(٥٧)

آنکھوں میں تیرا جلوہ دل میں مکین تو ہے
اس پر بھی تیرا طالب سرگرمِ جستجو ہے
آنکھوں سے میرے پنہاں مانا کہ یا ر تو ہے
صورت تو تری ہر دم آنکھوں کے روبرو ہے
کوچے میں اس کے خود ہی جب رکھدیا قدم کو
پھر کیا خیالِ جاں ہے کیا خوفِ آبرو ہے
جب تک خودی تھی مجھ میں مَیں یار سے جدا تھا
مٹتے ہی اس خودی کے وہ یار رُوبرو ہے
کعبہ کی قید تونے کیوں کر لگائی زاہد
پڑھ اینما تولّوا وہ یار چار سو ہے
شاداب ہے یہ گلشن بحرِ کرم سے تیرے
ہرگل میں ہر شجر میں تیرا ہی رنگ و بو ہے
ارشادِ لن ترانی بے شک بجا ہے ان کا
پردہ نشیں بنے ہیں پردے کی گفتگو ہے
اخلاقِ احمدؐ ہی کا لوگوں پہ یہ اثر تھا
ادنیٰ گدا بھی ان کے درکا فرشتہ خو ہے
بس اے حلیم پہلے تو آپ کو فنا کر
گر تیرے دل میں اس کے ملنے کی آرزو ہے

کچھ تحمّل چاہیے کچھ آہ ونالہ چاہیے
عشق میں کچھ نا امید ہی کچھ تمنا چاہیے
دھک سے رہ جائے کلیجا ایسا جلوہ چاہیے
جو بھلادے ماسوا کو ایسا بادہ چاہیے
دم نکل جائے ولے شکوہ نہ نکلے بھول کر
دل مگر اُلفت میں تابوتِ سکینہ چاہیے
لائق تحسیں نہیں پرقابلِ بخشش تو ہیں
عاصیوں کو اس کی رحمت پر بھروسا چاہیے
مفلسی سے گرلباسِ کہنہ بر میں ہو تو کیا
دل مجلّیٰ چاہیے خاطر مصفّیٰ چاہیے
جلوہ گاہِ یار ہے ہرایک ٹکڑا سنگ کا
دیکھنے کو اس کے لیکن چشم بینا چاہیے
اشکِ دامن تک نہ پہنچا تھا کہ دامن پاک تھا
داغِ عصیاں کے لیے آنکھوں کا دریا چاہیے
لذّت نازونیاز عشق تو جھ سے نہ پوچھ
دامنِ یوسف گریبانِ زلیخاچاہیے
شمع و گل پروانہ وبلبل کو زیبا ہوں مگر
چشمِ مجنوں کے لیے دیدارِلیلیٰ چاہیے
ہر گھڑی عشق ومحبت میں ترقی ہو حلیم
موجزن یوں دم بدم الفت کا دریا چاہیے

❁❁❁

دلبر کی جستجو میں ہم یوں وطن سے نکلے
گھبرا کے روحِ مضطر جیسے بدن سے نکلے
خادم تھے حوروغلماں مسکن تھا باغِ رضواں
کس انجمن میں آئے کس انجمن سے نکلے
تصویرِ روئے جاناں آنکھوں کے سامنے ہو
لب پرہو نام اس کا جب جان تن سے نکلے
یاں بھی پتا نہ پایا اس دلربا کا ہم نے
جس کی تلاش میں ہم اپنے وطن سے نکلے
تھی کس بلا کی آتش یارب تپ جدائی
مرنے کے بعد بھی تو شعلے دہن سے نکلے
کس دشتِ پُرخطر میں قسمت نے لا پھنسایا
اس گل کی جستجو میں ہم تھے وطن سے نکلے
ارمان دل کے دل میں لے کرچلے یہاں سے
کچھ حوصلے نہ اپنے اس انجمن سے نکلے
آرام سے پڑے تھے ہم بستر عدم پر
کیا جانے کس خطا پر اپنے وطن سے نکلے
ہم اے حلیم تیرا جب جانیں عشق کامل
دلبر کا نام تیرے ہر موئے تن سے نکلے

❁❁❁

کہاں تک کسی سے اُٹھیں ناز ان کے
بدلتے ہیں ہر وقت انداز ان کے
کوئی بوالہوس کوئی اہل غرض ہے
ہوئے گم زمانے سے جانباز ان کے
نگاہوں سے گرجائیں حوراور غلماں
اگردیکھ لے زاہد انداز ان کے
محبت میں کیا کام ہوش وخرد کا
شکستہ ہیں یاں بال پرواز ا ن کے
رہے ہیں ہزاروں اسی جستجو میں
کہ معلوم ہوجائیں کچھ راز ان کے
کسی پر کھلیں بھید ان کے تو کیوں کر
کہ ہیں بے زباں یا رو دمساز ان کے
وہ ہیں ایک ہی وقت مخفی وظاہر
نرالے ہیں دنیا سے انداز ان کے
وہاں تک مسلسل پہنچتی ہیں خبریں
کہ ہیں چشم اور گوش غمّاز ان کے
خود آنکھوں سے دیکھا تھا جاکر فلک پر
محمدؐ سے پوچھو کچھ انداز ان کے
حلیم ان پہ کردے نثار اپنی جاں کو
جو دیکھے کبھی ناز انداز ان کے

❁❁❁

مُناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

کافی المہمّات برائے حلّ مشکلات

اے خدائے پاک رب العالمیں — اے خدا زینت دہِ عرش وزمیں
حمد تیری مجھ سے ہو کیوں کر بیاں — جب قلم عاجز ہو اور قاصر زباں
ہوں ہمیشہ سے ترے در کا فقیر — اورفقیروں میں بھی ہوں سب سے حقیر
اے خدا اے مالکِ ہر دوجہاں — سب کی تو سنتا ہے فریاد وفغاں
وہ عنایت کر مئے وحدت کا جام — تو ہی تو آئے نظر ہو سو مدام
وہ پلامے ساقی زوز الست — پیتے ہیں فی الفور میں ہوجاؤں مست
وہ پلا ساقی مئے الفت کا جام — جو من وتو کا کرے قصّہ تمام
وہ عنایت کرمئے شفقت مجھے — اپنے بیگانے سے ہو نفرت مجھے
خلق میں مشہور دیوانہ رہوں — دیکھنے کو تیرے فرزانہ رہوں
عشق میں تیرے وہ ہو جوش وخروش — جان وتن کا کچھ رہے باقی نہ ہوش
عشق میں اپنے تو ایسا محو کر — دین ودنیا سے رہوں میں بے خبر
محو ہوجاؤں کچھ ایسا اے خد — رات دل جلوہ ترا ہو برملا
سالکوں میں گر رکھے اے کردگار — عشق میں احمدؐ کے رکھ تو بے قرار
میں ترے محبوب سے ہوں سرخرو — اور رہے وہ روئے انور رو برو
ملّت حقہ سے ہو اُلفت مجھے — سنتِ احمدؐ کی پابندی رہے
اتباع شرع پر قائم رہوں — ہاتھ سے میں دامنِ سنت نہ دوں
دے مجھے توفیق ایسی اے خدا — بے ریا طاعت کروں تیری سدا
تیرے در کو چھوڑ کر جاؤں کہاں — تجھ سا مالک مہرباں پاؤں کہاں
نفس سرکش نے مجھے گمراہ کیا — کردیا رسوا مجھے بے انتہا

رات دن میں نے کیے لاکھوں گناہ | کیسے دکھلاؤں تجھے روئے سیاہ
کس طرح آؤں گا ترے رو برو | ہوں خطاؤں سے بھرا میں زشت خو
سب جہاں میں پھر پھرا کر اے خدا | لایا ہوں در پر ترے یہ التجا
جو ہوئیں مجھ سے خطائیں اے خدا | عفو فرمادے برائے مصطفیٰؐ
تیرے ہوتے کون دے بے کس کی داد | سب کی تو ہی پوری کرتا ہے مراد
کون ہے تیرے سوا جو دے پناہ | بخش دے میری خطائیں اے الٰہ
شرک وبدعت کفر سے رکھ مجھ کو دور | تا نہ ہوں شرمندہ میں تیرے حضور
نفس اور شیطان کے دھوکوں سے بچا | تا نہ سرزد ہو کبھی مجھ سے خطا
وسوسے دل سے مرے سب دور کر | مکر شیطاں سے مجھے کر با خبر
خوف ہے مجھ کو عذابِ قبر کا | اس سے بھی مجھ کو بچانا اے خدا
حشر کے میداں میں رکھیو آبرو | اپنے بندوں میں تو کیجو سرخرو
پاک ہے ہر عیب سے تو کارساز | ہے تمنّا تجھ سے با عجزو نیاز
حشر میں بے غیرتی میری نہ ہو | بخش دے یارب مرے ماں باپ کو
اور میرے سارے خویش واقربا | عشق میں تیرے رہیں بس مبتلا
حشر میں دیدار دکھلانا انہیں | جنت الفردوس دلوانا انہیں
اور جو میرے ہاتھ پر بیعت ہوئے | چشمِ رحمت ان کی حالت پر رہے
تجھ پہ قرباں ہوں وہ دل اور جان سے | اور اٹھانا ان کو تو ایمان سے
اور میرے دوستوں کو اے خدا | اپنے ظلّ عاطفت میں رکھ سدا
اپنی الفت میں اٹھانا تو انہیں | خوفِ محشر سے بچانا تو انہیں
واسطے اپنے حبیبؐ پاک کے | واسطے اُس صاحب لولاک کے
اے خدا میری دعا کر لے قبول | از برائے آل واصحابِ رسولؐ

بھول جائے اپنی ہستی کو حلیم
تو ہی تو دل میں رہے ہر دم مقیم

نعت

رضی الدین رضاؔ

خالق ہی حضور آپ کا جب مدح سرا ہو
مخلوق سے نعت آپ کی کس طرح ادا ہو

دنیا جنہیں کہتی ہے کہ محبوبِ خدا ہو
وہ آپ ہی اے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ ہو

اللہ کے محبوب ہو صادق ہو امیں ہو
توصیف حضورآپ کے اوصاف کی کیا ہو

کعبہ کو بجاطور سے سب کہتے ہیں قبلہ
لیکن یہ حقیقت ہے کہ تم قبلہ نما ہو

وہ جنّ وبشر ہوں کہ ہوں وہ حور و ملائک
وہ کون ہے جس پر نہ کرم تم نے کیا ہو

کھُل جائے گی اُس وقت شفاعت کی حقیقت
اُمّت ہو حضورآپ ہوں اور روزِ جزا ہو

بے پَرؔ ہوں اُڑاکر مجھے پہنچادے مدینہ
اتنا سا کرم مجھ پہ بھی اے باد صبا ہو

❁❁❁

نعت

نصیرؔ

اُس کو نہ چھو سکے کبھی رنج وبلا کے ہاتھ
اُٹھے ہیں جس کے حق میں رسولِ خدا کے ہاتھ

ان کی طرف بڑھیں گے نہ ہرگز لُطفِ خدا کے ہاتھ
جو پھر گئے رسول خدا سے چھڑا کے ہاتھ

پیچھے کہاں کہاں نہ حبیب خدا کے ہاتھ
کونین کا ہے نظم وعمل مصطفیٰ کے ہاتھ

ہم عاصیوں کے آپ ہی تو دستگیر ہیں
ہم سب کا آسرا ہیں نہ دوسرا کے ہاتھ

عشقِ نبی کی اُن میں لکیریں بھی کھینچ دیں
روزِ ازل خدا نے ہمارے بنا کے ہاتھ

وہ رحمتِ تمام ہیں دونوں جہان میں
دامن تک اُن کے پہنچیں گے شاہ وگدا کے ہاتھ

ہوگی رسائی صدقۂ خیر الانام میں
پہنچیں گے عرش تا مری ہراک دعا کے ہاتھ

ہرسانس وقف ہے شہ لولاک کے لیے
میری طرف بڑھیں گے ادب سے قضا کے ہاتھ

طاعت ہے فرض ہم پہ خدا اور رسول کی
عزت خدا کے ہاتھ ہے یا مصطفیٰ کے ہاتھ

محروم رہ نہ ساقیٔ کوثر کے فیض سے
پڑھ کر درود جام اُٹھا لے بڑھا کے ہاتھ

ممکن نہ تھا مزار مقدس کو چھو سکیں
آگے بڑھا دیا ہے نظرکو بنا کے ہاتھ

وہ خوش نصیب دولتِ کونین پا گئے
جو پوچھتے تھے اپنا مقدر دکھا کے ہاتھ

ہے ارفع وبلند وسیلہ رسول کا
عرشِ بریں سے دور نہیں اولیاء کے ہاتھ

آسان ان کے واسطے ہے راہ خلد کی
وہ جن کی رہنمائی ہے آل عبا کے ہاتھ

میں ہوں گدائے کوچہ آلِ نبی نصیر
دیکھے تو مجھ کرنارِ جہنم لگا کے ہاتھ

❁❁❁